بارھواں باب
یزید تاریخ کی روشنی میں

یزید کی ماں میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ (۱) ایک صحرائی عورت تھی جو شہری زندگی سے نفرت کرتی تھی مگر وہ اپنے حسن و جمال کی بدولت معاویہ کی بہت منظورِ نظر ہو گئی تھی اور اُنھوں نے اُس کے لیے **غوطہ** کے مقابل ایک قصر تعمیر کرایا تھا جہاں سے اس پر نزہت جگہ کی سیر دور تک ہو سکتی تھی اور اُس قصر میں بڑے آرائش کے سامان اور سونے چاندی کے برتن اور دیبائے رومی کے زرنگار رنگ اور منقش فرش مہیا کیے تھے اور بہت سی حسین و جمیل کنیزیں خدمت کے لیے دی تھیں۔ ان شاہانہ انتظامات کے ساتھ **میسون** کو اس محل میں اُتارا گیا تھا مگر یہ سب کچھ اُس صحرائی عورت کی نگاہ میں خاک تھا اس لیے کہ اُسے تو اپنا جنگل اور اُس میں چرتی ہوئی بھیڑیں، بکریاں یاد آتی تھیں۔ ایک دن **معاویہ** کے محل میں آنے کا وقت تھا اور میسون ایک بہترین پوشاک پہن کر اور قیمتی زیورات پہن کر اور خوشبو لگا کر کنیزوں کے جھرمٹ میں اُس کھڑکی سامنے بیٹھی ہوئی تھی جو کہ غوطہ کے مرغزاروں کی طرف تھی۔ اُس کو وہاں کے درخت نظر آ رہے تھے اور طائروں کے نغموں کی صدا اور پھولوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ اُس وقت اُسے اپنا نجد کا بادیہ اور ہمجولیاں اور سہیلیاں یاد آئیں

---

(۱) طبری ج ۶ صـ ۱۸۳ د ج ۷ صـ ۱۵

جس کی بنا پر وہ بیساختہ رونے لگی اور ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی۔ ایک خواص نے رونے کا سبب دریافت کیا، میسون نے ایک لمبی سانس لی اور کچھ اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا:۔ یقین سمجھو کہ وہ ڈیرا جس میں جو ہوائی ہوا کے جھونکے آتے رہتے تھے مجھے اس عالی شان محل سے زیادہ محبوب ہے اور وہ بالوں کی عبا جو میرے جسم پر ہوتی تھی ان باریک اور صاف پوشاکوں سے زیادہ محبوب تھی اور ایک سوکھی روٹی کا ٹکڑا اپنے جھونپڑے کے کونے میں بیٹھ کر کھانا مجھے ان صاف اور عمدہ روٹیوں سے زیادہ مرغوب تھا اور وہ درہ ہائے کوہ میں ہواؤں کے تھپیڑے کی صدا میرے لیے طبلوں کی آواز سے زیادہ دلکش تھی اور وہ کتا جو مہمانوں کے آنے کے وقت بھونکتا تھا ان خوبصورت سدھی ہوئی مرغابیوں سے زیادہ محبوب تھا اور وہ سرکش اونٹ جو ہودجوں کو لے کر چلتا تھا مجھے اس زین و لجام سے آراستہ خچر سے زیادہ پسند تھا اور میرے قوم و قبیلہ کا ایک دبلا پتلا حقیر آدمی مجھے ایک بدخوسنڈے سے زیادہ محبوب تھا۔

جب معاویہ آئے تو اس خواص نے یہ قصہ معاویہ سے دہرایا یا یہ کہ معاویہ نے میسون کو یہ اشعار پڑھتے خود سن لیا۔ بہرحال ان کو بڑا غصہ آیا اور انھوں نے کہا کہ سب تو سب اُس نے مجھکو سخت بدخوسنڈا بنایا۔ میں اس کو تین طلاق دیتا ہوں۔ جاؤ اس سے کہو کہ وہ جو کچھ محل میں ساز و سامان ہے سب کچھ لے لے اور چلی جائے چنانچہ اُسے نجد میں اُس کے عزیز و اقارب کے یہاں بھجوا دیا گیا۔ اس حالت میں کہ یزید اُس کے پیٹ میں تھا(۱) سنہ ۲۲ھ میں یزید کا تولد ہوا (۲) دو برس کے بعد جب معاویہ کو اس کی اطلاع ہوئی

---

(۱) حیوۃ الحیوان ج ۲ ص ۲۰۷ (۲) طبری ج ۴ ص ۲۵۹۔

تو انھوں نے اُس کو وہاں سے بلوالیا (۲) نوجوانی ہی کی عمر سے وہ فسق و فجور اور لہو و لعب میں مبتلا ہو گیا اور سن کے ساتھ ساتھ اُس کے اِن اوصاف میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ چنانچہ مختلف جانوروں کے ساتھ اُس کے رکیک حرکات کا تاریخ میں مختلف صورتوں سے چرچا موجود ہے۔

علامہ دمیری نے لغت "فہد" کے تحت میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے اس کو گھوڑے پر سوار یزید بن معاویہ نے کیا ہے (۲) دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ یزید کے ایک بندر کو گدھے پر بیٹھنے کی مشق کرائی گئی تھی اور گھوڑ دوڑ میں اس کا بڑے شہسواروں سے مقابلہ کرایا جاتا تھا اور ایک مرتبہ وہ تمام شہسواروں سے سبقت لے گیا تو یزید نے اس بارے میں شعر کہے جن کا مضمون یہ تھا کہ کون میری طرف سے کہدے اس بندر سے جو ایک گدھی کی پشت پر بیٹھ کر گھوڑوں سے آگے نکل گیا کہ اے ابو قیس جب تو اس پر سوار ہوا کر تو اس سے لپٹا رہا کر کیونکہ اگر تو گر کر مر گیا تو اس گدھی سے کوئی باز پرس بھی نہ ہو سکے گی (۳)

یزید نے اپنے بندر کی کنیت ابو قیس قرار دی تھی اور اپنے ساغر کی بچی ہوئی شراب اُسے پلایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ بنی اسرائیل کا ایک بزرگ ہے جس نے گناہ کیا تھا تو وہ مسخ ہو گیا اور وہ اس کو ایک گدھی پر سوار کرتا تھا جو اسی مقصد سے سدھائی گئی تھی اور گھوڑ دوڑ کے میدان میں وہ اُسے گھوڑوں کے ساتھ چھوڑ دیتا تھا۔ ایک روز وہ گدھی آگے بڑھ گئی تو یزید بہت خوش ہوا اور یہ شعر پڑھے :- اے ابو قیس اس کی مہار سے

---

(۱) حیوٰۃ الحیوان ج ۲ صـ ۲۰۷ (۲) حیوٰۃ الحیوان ج ۲ صـ ۱۸۶ (۳) حیوٰۃ الحیوان ج ۲ صـ ۲۰۱

لیٹا رہا کر کیونکہ اگر تو گر پڑا تو اس پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ اس گدھی نے یہ کارنمایاں کیا ہے کہ وہ تمام گھوڑوں سے آگے نکل گئی (۱)

یہ تو اس کے لغو افعال تھے۔ اس کے علاوہ شرابخواری اُس کی ضرب المثل تھی چنانچہ عبد اللہ بن زبیر نے نام ہی اس کا "دوسکران" یعنی بدمست رکھ لیا تھا (۲) وہ کسی موقع پر مصلحتہً بھی اس عادت کو ترک کرنے پر تیار نہ ہوتا تھا چنانچہ جب ولی عہدی کے دور میں معاویہ کے حکم سے وہ مکہ و مدینہ میں اپنا اثر و رسوخ جمانے کے لیے حج کو گیا تو مدینہ رسول میں پہونچ کر بھی مصاحبوں کے جمگھٹے میں شراب کا دور ضرور چلایا (۳)

واقدی نے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کی زبانی نقل کیا ہے کہ خدا کی قسم ہم کو یزید کی حکومت میں یہ خوف ہو گیا تھا کہ اب آسمان سے ہم پر پتھر برسیں گے۔ وہ ایسا شخص تھا جو اپنی سوتیلی ماؤں اور اپنی بیٹیوں اور بہنوں تک کو نہ چھوڑتا تھا اور شراب آزادی سے پیتا تھا اور نماز کو ترک کرتا تھا (۴)

اتنا ہی نہیں کہ وہ عملی حیثیت سے ایک لاابالی اور گنہگار شخص تھا بلکہ اُس کے خیالات بھی ایسے ہی تھے۔ وہ اپنے افعال پر منفعل نہیں ہوتا تھا بلکہ ان پر نازاں تھا۔ اس کا مظاہرہ اُس کے دیوان کے اُن اشعار سے ہوتا ہے۔ جن میں اُس نے احکامِ شریعت کا مذاق اڑایا ہے بلکہ قرآن و حدیث کے ساتھ تمسخر کیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اشعار میں اکثر باتیں غیر

---

(۱) تاریخ ابن الفوطی (۲) الاخبار الطوال صہ ۲۶۱ (۳) کامل جلد ۴ صہ ۶۳

واقعی بھی نظم ہو جاتی ہیں اور ان کے بیانات اکثر تخئیلی پیرایہ رکھتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خیالات ویسے ہی دماغ میں آتے ہیں اور اشعار ویسے ہی تراوش کرتے ہیں جیسا انسان کا مذاق طبیعت ہوتا ہے۔ ایک دیندار، متقی اور پرہیزگار شخص سے ممکن نہیں کہ وہ اشعار میں خدا یا رسول یا آئمہ دین کے ساتھ اس طرح کی جسارتیں کرے جو انتہائی حقارت آمیز ہوں۔ یزید کے اشعار اسی طرح کے ہیں۔

وہ صرف لذائذ سے متمتع نہیں ہوتا تھا بلکہ نظریہ بھی یہی رکھتا تھا دیکھا جائے تو عمر خیام کا یہ فلسفہ کہ آخر میں فنا ہونا ہے اس لیے جتنا ممکن ہو دنیا میں مزے لوٹ لو۔ خیام سے پہلے یزید کے ذہن میں تشکیل پا چکا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

اقول لصحب ضمت الکأس شملھم　　وداعی صبابات الھویٰ یترنّم

خذوا بنصیبٍ من نعیم ولذّۃ　　فکلّ وان طال المدٰی یتصرّم

"ان ساتھیوں سے جنھیں ساغر شراب نے ایک مرکز پر جمع کر دیا ہے اور جن کے سامنے عشق و محبّت کے محرکات نغمہ سرائی کرتے ہیں میرا یہ قول ہے کہ جتنا ممکن ہو عیش و لذّت سے بہرہ ور ہو لو کیونکہ کتنی ہی مدّت طولانی ہو آخر میں تو ختم ہی ہونا ہے"(۱)

نماز اور شراب خواری کا موازنہ کرتے ہوئے اُس نے ایک شعر میں کہا:۔

ما قال ربک ویل للاٰی اشربوا　　بل قال ربّك ویل للمصلین

(یعنی "خدا نے شرابخواروں کو عذاب سے ڈرانے کے لیے ویل للشاربین کہیں نہیں کہا بلکہ قرآن میں نمازگزاروں کو ویل للمصلین کہا ہے" ایک جگہ

(۱) صواعق محرقہ صـ۱۳۲

اُس نے شراب کے بارے میں اس طرح کہا ہے :۔

فان حرمت یوما علیٰ دین احمد　　فخذ ها علیٰ دین المسیح ابن مریم

یعنی اگر دین احمد میں شراب پینے کو حرام سمجھا گیا ہے تو خیر دین مسیح پر ہو کر ہی پی لو"

اُس نے آخرت کی نعمتوں کا موازنہ نغمہ و شراب سے کرتے ہوئے یوں کہا ہے :۔

معشر الندمان قومو ا　　واسمعو اصوت الاغانی

واشربو کاس مدا م　　واترکو ا ذکر المعانی

شغلتنی نغمۃ العید　　ان من صوت الاذان

وتعوضت عن الحور　　دعجوزا فی الدنان

"اے حریفان شراب اُٹھو اور گانوں کی صدا سنو، ساغر شراب پیو اور دوسری باتوں کا ذکر چھوڑ دو۔ مجھکو ستار اور سارنگی کے نغموں سے اذان کی آواز سننے کی فرصت نہیں اور حوروں کے عوض میں نے شیشہ کی بڑی کو پسند کر لیا ہے"

یوں تو یہ اشعار تفریح طبع کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں مگر ان میں حور و قصور کی خبروں کا مضحکہ ضرور مضمر ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُس نے حشر و نشر کے انکار کو بالکل صراحت کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے اپنے ان اشعار میں :۔

علیۃ ھاتی واعلنی وترنمی　　بذلک انی لا احب التناجیا

حدیث ابی سفیان گد ماسما بھا　　الی احد حتی اقام البواکیا

الاھات سقینی علیٰ ذاک قھوۃ　　تخیرھا العنسی کرماشامیا

اذا ما نظرنا فی امور قدیمۃ　　وجدنا حلالا شربھا متوالیا

وان مت یا ام الاحیمر فانکحی | ولا تاملی بعد الفراق تلاقیا
فان الذی حدثت عن یوم بعثنا | احادیث طسم تجعل القلب ساهیا
ولا بد لی من ان ازور محمدا | بمشمولۃ صفراء تروی عظامیا

"اے نازنین محبوبہ مجھے سُنا اور بلند آواز سے سُنا اور گاکر پڑھ مجھے چپکے چپکے گفتگو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ سنا ابو سفیان کا وہ پرانا قصہ، اُحد میں اُس کا کارنامہ جہاں اُس نے دشمنوں کے گھر میں ماتم برپا کردیا تھا۔ ہاں اسی افسانہ کے ساتھ مجھے جام شراب پلاتی جا۔ وہ شراب جسے شام کے بہت منتخب انگور سے بنایا گیا ہو۔ ہم جب قدیمی عملدرآمد پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کا پینا ہمیشہ حلال ہی نظر آتا ہے اور اگر میں مرجاؤں اے نازنین محبوبہ تو تو کسی اور سے نکاح کرلینا اور یہ اُمید نہ کرنا کہ اس جدائی کے بعد کبھی پھر ملاقات بھی ہوگی۔ دوسری زندگی کے متعلق تو نے جو قصے سنے ہوں گے وہ پارینہ قصے ہیں جو انسان کے دل کو نادانی میں مبتلا کرتے ہیں۔ یہ یقینی ہے کہ میں محمد کا سامنا کروں گا ایسی شراب کے نشہ میں مست رہ کر جس کا اثر میری ہڈیوں تک پہونچ گیا ہو"

ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ اُس کے دل میں جاہلیت کے خیالات اور بدر واحد کا مشرکانہ جذبہ اور حضرت محمد مصطفیٰ[۲۱] سے ضد اور کینہ کا جذبہ موجود تھا۔ ان کے ساتھ آگے چل کر وہ اشعار بھی آئیں گے جو اس نے قتل حسینؑ کے بعد اور اہلبیت کے شام میں وارد ہونے کے وقت کہے ہیں تو وہ بھی اننی خیالات کے حامل نظر آئیں گے۔ اس سب کے باوجود یہ سیاست دنیا کی ستم ظریفی نہیں تو اور کیا تھا کہ ایسا شخص اسلامی خلیفہ اور ایک حیثیت سے جانشین رسولؐ اور امیر المومنین بن کر بیٹھ گیا تھا اور مسلمانوں کی اکثریت اُسکی اس حیثیت کو تسلیم کر رہی تھی۔ اس کا اثر عام مسلمانوں کے اخلاق پر کیا پڑ سکتا

سوائے اس کے کہ اُن میں بھی مذہبی بے حسی بلکہ مذہب کو نگاہ حقارت سے دیکھنے کا جذبہ اور وہی عیش و نشاط کی گرم بازاری پیدا ہو جاتی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔